

شوقِ عبادت

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ
مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ

مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲/۳)

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ
وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱/۴)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۗ يُصْخِرْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

(الاحزاب: ۳۳/۷۰-۷۱)

((عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ لِأَبِي بِنِ كَعْبٍ وَتَمِيمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنْ

يَقُومُوا لِلنَّاسِ بِأَحَدِي عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِيُّ يَقْرَأُ
الْمَعِينِ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا
نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ .)) ❶

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) دو قاریوں (سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما) کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ (11) رکعات تراویح پڑھائیں، سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک قاری سینکڑوں آیات پڑھ جاتا۔ ہم پیچھے کھڑے طویل قیام کی وجہ سے اس قدر تھک جاتے کہ لاکھوں کے سہارے لے کر کھڑے رہتے، ساری ساری رات یونہی نقلی عبادت میں گزر جاتی بمشکل سحری کے لیے گھروں میں پہنچ پاتے کہ فجر ہونے کے قریب ہوتی۔“

اس روایت میں ہمارا ذہن اس بات میں ہی الجھ کے نہ رہ جائے کہ تعداد رکعات تراویح کتنی ہیں؟ اسی موضوع پر دنگل رچا کر رمضان کی برکات و فیوض سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔ بلکہ مذکورہ روایت میں قابل غور بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شوق عبادت کتنا عروج پر تھا، شب بھر تراویح میں کھڑے قرآن مجید سنتے رہنا طویل قیام کے ذریعہ نفس امارہ کو لگام دینا۔

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلاً﴾ (المزمل : ۶)

اس کی خوبصورت تصویر پیش کرنا، بندگی کی ان حسین اداؤں سے خالق کائنات کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ بندوں کا اپنے مالک سے براہ راست رابطہ ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور کون سا راستہ حق کی رسائی کا ہے۔ یہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسنون طریقے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ کیسے نادان ہیں وہ لوگ جو تراویح کو نقلی عبادت کہہ کر اللہ تعالیٰ

❶ مشکوٰۃ المصابیح، حدیث: 1302۔ السنن الكبرى للبيهقي جلد 2، ص 496۔

شرح السنة للبعوي، جلد 4، ص: 120.

کی رحمتوں سے محرومیوں کا شکار ہو جاتے ہیں؟ یہ نفلی عبادت ان کے نصیب میں کم ہوتی ہے۔ شیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”الخطب المنبریہ“ جلد اول میں رقمطراز ہیں۔

”فرائض کی پابندی یقیناً خیر کثیر کی حامل ہے، اس سے کسی کو مجال انکار نہیں، مگر ہمارے پاس ایسا کونسا تھرما میٹر ہے جس سے ہم مطمئن ہیں کہ ہم نے فرائض ادا کر دیئے ہیں اور ان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ یا بہر صورت میرے فرائض مقبول ہیں۔ تکمیل فرائض کا دعویٰ کوئی کم عقل ہی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزِ محشر اللہ وحدہ لا شریک فرمائیں گے۔

((أَنْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكْمَلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ

الْفَرِيضَةِ .)) (جامع ترمذی)

”دیکھو میرے بندے کے کھاتے میں کوئی نفلی عبادت بھی ہے؟ تاکہ اس

سے اس کے فرائض کی کمی کو پورا کیا جائے۔“

اللہ نے جہاں فرض مقرر فرمائے ہیں ساتھ ساتھ نفلی عبادت کا بھی ذکر کر دیا تاکہ نقائص فرائض کی نوافل سے تلافی ہو جائے، فرض نمازوں کے ساتھ سنتیں، فرض زکوٰۃ کے ساتھ صدقات و خیرات، فرض روزوں کے ساتھ نفلی روزے۔ فرض حج کے ساتھ تطوعا کا ذکر، شیخ موصوف فرماتے ہیں:

”فَأَنْتَ مَأْمُورٌ بِالْإِقْتِدَاءِ بِنَبِيِّكَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَدْ كَانَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ

عَلَى الدَّوَامِ .“

”آپ حضرات پر آپ کے نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے قیام اللیل ہمیشہ فرمایا۔“

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی کو نصیحت کی:

”لَا تَدْعُ قِيَامَ اللَّيْلِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ لَا يَدْعُهُ وَكَانَ

إِذَا مَرِضَ أَوْ قَالَتْ كَسِيلَ صَلَّيْ قَاعِدًا .
 ”کبھی راتوں کا قیام ترک نہ کرنا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اسے ترک نہ کیا تھا، بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی جاری رکھا۔ چاہے بیٹھ کر ادا کر سکے۔“
 ایک اور روایت میں یوں ذکر ہوا اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔
 مجھے کچھ لوگوں کی بات پہنچی ہے۔

”إِنَّ أَدِينَنَا الْفَرَائِضَ لَمْ نُبَالِ أَنْ لَا نَزِدَادَا“
 ”جب ہم نے فرائض ادا کر دیئے تو ہمیں کوئی پروا نہیں کہ مزید عبادت کریں۔“
 ”وَلَعُمْرِي لَا يَسْأَلُهُمُ اللَّهُ إِلَّا عَمَّا افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ .“
 یقیناً اللہ فرائض کے بارے میں پوچھے گا۔ مگر انسان کمزور ہے۔ اس سے شب و روز خطائیں سرزد ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے کبھی قیام اللیل کو ترک نہ کیا۔ دراصل اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ اس امر کی جانب تھا کہ مسلمان کو اپنے نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ محض ادائے فرائض پر نازاں نہیں رہنا چاہیے۔ امام زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ماہ رمضان، تلاوت قرآن اور دعوت طعام کا مہینہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ وقت مسجدوں میں گزارا جائے۔ ہمیں اپنے روزے کی حفاظت کرتے رہنا ہے، کسی کی غیبت نہ کریں۔ نماز تراویح شوق سے ادا کریں اور امام کے ساتھ رخصت ہوں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اقدس ہے۔

”مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ .“^❶

❶ مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن الکبریٰ للبیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، ارواء الغلیل للالبانی، جلد 4، حدیث: 447.

”جو امام کے ساتھ قیام کرے پھر اسی کے ساتھ واپس جائے تو اس کے لیے اتنا اجر لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے شب بھر قیام کیا۔“

رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی آمد پر بہت خوش ہوتے تھے، بلکہ دو ماہ قبل ہی رجب کا چاند دیکھ کر یہ دعا کرتے:

”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.“^❶

”اے اللہ! ہمارے ماہ رجب و شعبان میں برکت عطا کر اور ہمیں رمضان تک بخیریت پہنچا دے۔“

نوٹ:..... اس روایت کے بارے میں ہماری رائے ویسی ہے جیسے ادبنا ربی و احسن تادبہ کی ہے۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف و معنأ صحیح کہا ہے۔

ایک اور حدیث یوں ہے:

”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَشِّرُ أَصْحَابَهُ بِقُدُومِ هَذَا الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ“

”اس مبارک مہینے کی آمد پر آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری اور مبارک باد کہتے تھے۔“

یہی ذوق و شوق سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کو نصیب ہوتا تھا رمضان کی برکات و فیوض سمیٹنے کے لیے بہت مستعد ہوتے تھے۔ دل اور روح زندہ ہو تو عبادت میں لطف پیدا ہوتا ہے۔ اگر روح بیمار ہو جائے تو نیکیوں سے نفرت اور برائیوں سے محبت ہونے لگتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک طویل خطاب بلوغ و عطف و نصیحت کا مرقع ہے۔ اس میں ذکر ہے:

❶ معجم الطبرانی اوسط، جلد 4، حدیث: 3939- مشکوٰۃ المصابیح، حدیث:

1369- مسند البزار، جلد 13، حدیث: 6496.

”مَا دُمْتَ فِي صَلَاةٍ فَانْتَ تَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ وَمَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ يُفْتَحْ لَهُ.“

”تو جب تک نماز میں مشغول رہتا ہے۔ یہ منظر ایسا لگتا ہے کہ تو شہنشاہ کائنات کے دروازے پر دستک دیتا ہی رہے اور جو شہنشاہ کائنات کے دروازے پر دستک دیتا ہے، اس کے لیے بالآخر دروازہ کھول ہی دیا جاتا ہے۔“

آگے فرماتے ہیں:

”إِنَّكُمْ تَرَوْنَ الْكَافِرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّاسِ جِسْمًا وَأَمْرَ ضِيهِمْ قَلْبًا“

”تم کافر کی قابل رشک جسمانی صحت دیکھتے ہو۔ مگر اس کا دل بیمار ہوتا ہے۔“

”وَتَلْقَوْنَ الْمُؤْمِنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّاسِ قَلْبًا وَأَمْرَ ضِيهِمْ جِسْمًا.“

”کسی مومن سے ملتے ہو تو اس کا دل تندرست و توانا ہوتا ہے اگرچہ جسم کمزور اور بیمار نظر آتا ہے۔“

”وَأَيْمُ اللَّهِ لَوْ مَرِضَتْ قُلُوبُكُمْ وَصَحَّتْ أَجْسَامُكُمْ لَكُنْتُمْ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنَ الْجَعْلَانِ.“

”اللہ کی قسم! اگر تمہارے دل بیمار پڑ گئے اور جسمانی صحت بہتر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمہاری قدر و قیمت معمولی کیڑے سے بھی کم ہوگی۔“

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”السَّيْنَةُ شَجَرَةٌ وَالشُّهُورُ فُرُوعُهَا وَالْأَيَّامُ أَغْصَانُهَا، وَالسَّاعَاتُ أَوْرَاقُهَا وَالْأَنْفَاسُ ثَمَرُهَا فَيَمُنُ كَانَتْ أَنْفَاسُهُ فِي طَاعَةٍ فَثَمَرَتُهُ شَجَرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَنْ كَانَتْ فِي مَعْصِيَةٍ فَثَمَرَتُهُ حَنْظَلٌ وَإِنَّمَا يَكُونُ الْجَذَاذُ يَوْمَ الْمَعَادِ، فَتُعَدُّ الْجَذَاذُ يَتَبَيَّنُ حُلُوُ الثِّمَارِ مِنْ مَرِّهَا.“

”زندگی کیا ہے؟ سال گویا ایک درخت ہے، مہینے اس کی بڑی شاخیں، زندگی کے دن اس درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ اس کی گھڑیاں اس کے پتے ہیں اور سانسیں اس کے پھل ہیں۔ جس کی سانسیں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں رواں ہیں۔ اس کے درخت کا پھل عمدہ ہے، بیٹھا ہے۔ جس کی سانسیں نافرمانی میں جاری ہوں تو اس کے درخت کا پھل حنظل اور اندرائن ہے۔ میدان حشر میں یہ پھل لازماً توڑنے ہوں گے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ بیٹھا اور شیریں پھل کونسا ہے اور کڑوا کیلا کونسا ہے۔“

یہ زندگی عظیم نعمت ہے۔ صحت ایک نعمت ہے مہلت زندگی غنیمت ہے۔ آئیے سب مسلمان بھائی بہنیں رمضان کو بہار سمجھ کر ایک دوسرے کو بشارتیں دیں..... اس مبارک مہینے میں کم سوئیں، زیادہ جاگیں، کم کھائیں زیادہ عبادت کریں۔ کبھی تلاوت قرآن سے دل و دماغ معطر کریں، کبھی طویل سجدوں سے قرب الہی حاصل کریں۔ کبھی سخاوت سے خالق و مخلوق کو خوش کریں۔ جو دوسروں کو خوشیاں دیتے ہیں وہ مسرتیں پاتے ہیں جو اوروں کے کام آئیں رب کائنات ان کے کام آتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ”غبار خاطر“ میں بہت دلنشین پیرایہ میں لکھتے ہیں۔

ہم ایک فلسفی، ایک زاہد، ایک سادھو کا خشک چہرہ بنا کر اس مرقع کائنات میں نہیں کھپ سکتے، جو نقاشِ فطرت کے موقلم نے یہاں کھینچ دیا ہے، جس مرقع میں سورج کی چمکتی پیشانی، چاند کا ہنستا ہوا چہرہ، ستاروں کی چمک، درختوں کا رقص، پرندوں کے نغمے، آب رواں کا ترنم اور پھولوں کی رنگین ادائیں اپنی اپنی جلوہ طرازیوں رکھتی ہوں اس میں ہم ایک بجھے ہوئے دل اور سوکھے ہوئے چہرہ کے ساتھ جگہ پانے کے یقیناً مستحق نہیں ہو سکتے۔ فطرت کی اس بزم نشاط میں تو وہی زندگی سج سکتی ہے جو ایک دھڑکتا ہوا دل پہلو میں اور چمکتی پیشانی چہرے پر رکھتی ہو اور جو چاندنی میں چاند کی طرح نکھر کر ستاروں کی

چھاؤں میں ستاروں کی طرح چمک کر پھولوں کی صف میں پھولوں کی طرح کھل کر اپنی جگہ نکال سکتی ہو۔

اگر معمولی تدبیر سے کام لیں تو اسلامی عبادات انسان کو بہت بلند پرواز بنا دیتی ہیں۔ ایک ہنستا مسکراتا معاشرہ تشکیل دیتی ہیں۔ اخوت و محبت کے پیکر تیار کرتی ہیں بقول سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عباس رضی اللہ عنہما:

”كُنَّا فِيمَا مَضَى إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ لِرَجُلٍ فَكَانَ مَا يَلْقَى أَخَاهُ ابْنَ
أُمِّهِ وَأَبِيهِ وَأَمَّا الْيَوْمَ إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ الرَّجُلَ فَكَانَ مَا
يَلْقَى عَدُوًّا.“

”ہم گذشتہ زمانے میں پیار سے رہتے تھے ہر کوئی دوسرے سے یوں ملتا جیسے اس کا ماں باپ جایا بھائی ہوتا ہے، مگر آج تم ایک دوسرے سے یوں ملتے ہو جیسے دشمن ملا کرتے ہیں۔“

دُرفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو پینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تراویح کو اتحاد امت کا ذریعہ بنائیں

اسلامی شریعت میں ہر سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس کے بعد حدیث رسول ﷺ کی طرف، پھر آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف، پھر ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں تراویح کا کوئی ذکر نہیں ہے یہ نفلی عبادت ہے۔ یہ فرائض میں سے نہیں ہے۔ قرآن کریم اصولی کتاب ہے جو شریعت کے بنیادی اصول بتاتی ہے۔ قرآنی اصولوں کی پابندی سب سے ضروری ہے۔ قرآن کریم کی ایک آیت کا انکار بھی کفر میں داخل کر دیتا ہے۔ اس لیے تراویح کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہیں کیا۔ بلکہ فرض نماز کا حکم دیا ہے اَقِمْوَا الصَّلَاةَ..... کی شکل میں۔ فرض کا تارک بہت بڑا مجرم ہے۔ شریعت کی نظر میں نفل عبادت اگر کوئی کر لے تو اس کا اپنا ہی بھلا ہے

تراویح حدیث کے آئینے میں:

ابوسلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں نماز کیسے پڑھتے تھے؟ فرماتی ہیں آپ ﷺ نے رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ (11) رکعات سے زائد نہیں پڑھیں، پہلے آپ ﷺ چار (4) رکعات پڑھتے ان رکعات کے حسن اور طول کے بارے میں مت پوچھیں! پھر آپ ﷺ چار (4) رکعات پڑھتے ان رکعات کے طول و حسن کے بارے میں کیا کہنا! پھر تین (3) رکعات پڑھتے۔^❶

❶ صحیح بخاری، کتاب صلاة التراويح، حدیث: 1147.

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے تراویح کی تعداد گیارہ (11) نقل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ آپ ﷺ بہت خشوع و خضوع سے پڑھتے اور بہت دیر تک پڑھتے تھے۔ اگر کوئی تعداد پر ہی نظر رکھے اور رکعات کے حسن و طول کا لحاظ نہ رکھے تو رسول اللہ ﷺ کی ادھوری پیروی ہوگی۔ یعنی عبادت میں بھی تعداد سے بڑھ کر حسن و خوبی کی ضرورت ہے۔ عبادت کا اصل جوہر خشوع و خضوع ہے۔ اس روایت میں بھی تعداد گیارہ ذکر ہے اور ساتھ ہی طول قیام فجر تک بیان ہوا ہے۔ یہ روایت سنداً بالکل درست ہے۔

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ مترجم موطا گیارہ (11) نیز بیس (20) رکعات والی ضعیف دونوں روایات کا ترجمہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں بہر حال آنحضرت ﷺ سے بیس (20) رکعتیں تراویح بہ سند صحیح ثابت نہیں ہے۔ بلکہ آٹھ (8) ہی ثابت ہیں۔ بیس (20) رکعتیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے منقول ہیں تو آٹھ (8) رکعتیں سنت نبوی ﷺ اور سنت خلفاء رضی اللہ عنہم دونوں ہیں اور بیس (20) رکعتیں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا..... تَمَسَّكُوا بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ..... لیکن سنت خلفاء سنت موکدہ نہیں بلکہ غایت درجہ مستحب ہوگی۔ یعنی آٹھ (8) رکعت سنت اور بیس (20) مستحب ہے اور یہی ہے مذہب علمائے محققین کا۔ (حوالہ مذکورہ)

مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی تحقیق:

”ظَنَّ بَعْضُهُمْ أَنَّ التَّرَاوِيحَ لَا يَجُوزُ نَقْصُهَا عَنْ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَظَنَّ بَعْضُهُمْ أَنْ لَا يَجُوزُ أَنْ يُزَادَ فِيهَا عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً أَوْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَهَذَا كُلُّهُ ظَنٌّ فِي غَيْرِ مَحَلِّهِ بَلْ هُوَ خَطَأٌ مُخَالَفٌ لِلْإِدْلَةِ.“

”بعض لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ بیس (20) رکعات سے کم جائز نہیں

اور بعض نے یہ خیال کر لیا ہے کہ تراویح گیارہ (11) یا تیرہ (13) رکعات سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہ دونوں خیالات نامناسب ہیں بلکہ دلائل کے مخالف اور خطا ہیں۔“

مزید شیخ فرماتے ہیں:

”وَقَدْ دَلَّتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَرَبَّمَا صَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَرَبَّمَا صَلَّى أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ فِي رَمَضَانَ وَفِي غَيْرِهِ وَلَمَّا سُئِلَ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ قَالَ مَثْنَى مَثْنَى فَاذًا خَشِيَ أَحَدَكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تَوْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى.“¹

’رسول اللہ ﷺ سے صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ رات گیارہ (11) رکعات پڑھتے، کبھی تیرہ (13) پڑھتے، کبھی اس سے بھی کم پڑھتے۔ رمضان وغیر رمضان دونوں کی بات ہے۔ جب آپ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا دو (2) دو (2) رکعتیں ہیں جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو جتنی رکعات پڑھی جاسکتی ہوں ان کے آخر پر ایک رکعت پڑھ کر انہیں وتر بنالیں۔“

”وَلَمْ يُحَدِّدْ رَكَعَاتٍ مُعَيَّنَةً لَا فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ وَلِهَذَا صَلَّى الصَّحَابَةُ ﷺ فِي عَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَفِي بَعْضِهَا إِحْدَى وَعِشْرِينَ رَكْعَةً“

¹ متفق علی صحته .

كُلُّ ذَلِكَ ثَبَّتَ عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه وَعَنِ الصَّحَابَةِ .“

”شارع عليه السلام نے رمضان و غیر رمضان میں تعداد تراویح کی حد بندی نہیں کی۔ عہد فاروقی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض اوقات تیس (23) رکعات پڑھتے اور بعض اوقات اکیس (21) رکعات پڑھتے یہ سب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں۔“

شیخ ابن باز رضی اللہ عنہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں:

”وَكَانَ بَعْضُ السَّلَفِ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ سِتًّا وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَبَعْضُهُمْ يُصَلِّي أَحَدِي وَارْبَعِينَ ذَكَرَ ذَلِكَ عَنْهُمْ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رضي الله عنه وَغَيْرُهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ كَمَا ذَكَرَ رضي الله عنه أَنَّ الْأَمْرَ فِي ذَلِكَ وَاسِعٌ وَذَكَرَ أَيضًا أَنَّ الْأَفْضَلَ لِمَنْ أَطَالَ الْقِرَاءَةَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ أَنْ يُقَلِّلَ الْعَدَدَ وَمَنْ خَفَّفَ الْقِرَاءَةَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ زَادَ فِي الْعَدَدِ هَذَا مَعْنَى كَلَامِهِ .“^①

”بعض سلف صالحین رمضان میں چھتیس (36) رکعات پڑھتے اور تین وتر بعد میں پڑھتے۔ بعض ان میں سے اکتالیس (41) پڑھتے۔ ان کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم نے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی امام ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اس معاملے میں وسعت ہے۔ مزید فرمایا جو لمبی قراءت اور لمبے رکوع و سجود کرنے والا ہو وہ تعداد تراویح کم کر لے اور جو قراءت کم اور رکوع و سجود مختصر کرنے والا ہو وہ تعداد تراویح بڑھالے۔“

① فتاویٰ و تنبیہات از شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ .

فتاویٰ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

مذکورہ بحث برائے تعداد رکعات تراویح کہ مشقت کی بناء پر قراءت کی تخفیف ہوئی اور رکعات بیس (20) ہو گئیں۔ یا سلف سے چھتیس (36) یا چالیس (40) رکعات کے جواز پر دلائل موجود ہیں۔^❶

السید سابق مصری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گیارہ (11) یا آٹھ (8) تراویح صحیح ثابت ہیں اور مزید فرماتے ہیں:

”وَصَحَّ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُصَلُّونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رضی اللہ عنہم عَشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ رَأْيُ جَمْهُورِ الْفُقَهَاءِ مِنَ الْحَنْفِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ وَدَاوُدَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ وَكَثُرَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى مَا رَوَى عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارِكِ وَالشَّافِعِيِّ رحمہم اللہ وَقَالَ هَكَذَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عَشْرِينَ رَكْعَةً.“

”لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بیس (20) رکعات پڑھتے تھے۔ یہ جمہور فقہاء احناف، حنابلہ اور امام داؤد ظاہری کی رائے ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اکثر اہل علم نے صرف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیس (20) رکعات ذکر کی ہیں۔ یہی قول امام ثوری رحمہ اللہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔ بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس (20) رکعات پڑھتے دیکھا ہے۔“

❶ حوالہ باب صلاة التطوع فتاویٰ ابن تیمیہ ج: 23.

السید سابق رحمۃ اللہ علیہ حاشیے میں یہ ذکر فرماتے ہیں:

”وَذَهَبَ مَالِكُ رحمۃ اللہ علیہ إِلَى أَنَّ عَدَدَهَا سِتٌّ وَثَلَاثُونَ رَكْعَةً غَيْرَ
الْوِتْرِ قَالَ الزَّرْقَانِيُّ رحمۃ اللہ علیہ وَذَكَرَ ابْنُ حَبَّانَ أَنَّ التَّرَاوِيحَ كَانَتْ
أَوَّلًا إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَكَانُوا يُطِيلُونَ الْقِرَاءَةَ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ
فَخَفَّفُوا الْقِرَاءَةَ وَزَادُوا فِي عَدَدِ الرَّكْعَاتِ فَكَانُوا يُصَلُّونَ
عِشْرِينَ رَكْعَةً غَيْرَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ بِقِرَاءَةِ مُتَوَسِّطَةٍ ثُمَّ خَفَّفُوا
الْقِرَاءَةَ وَجَعَلُوا الرَّكْعَاتَ سِتًّا وَثَلَاثِينَ غَيْرَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ
وَمَضَى الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ.“^①

”امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا خیال یہ ہے کہ تعداد تراویح وتر کے علاوہ چھتیس (36) ہے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کے مطابق کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے بے شک پہلے پہل تراویح کی تعداد گیارہ (11) رکعات تھی اور قراءت لمبی کرتے تھے بالآخر یہ ان پر بھاری محسوس ہوئی تو انہوں نے قراءت میں تخفیف کی۔ رکعات کی تعداد بڑھا دی، پھر لوگ بیس (20) رکعات پڑھنے لگے سوائے وتر کے، قراءت درمیانی ہونے لگی۔ پھر تخفیف کر کے قراءت میں چھتیس (36) رکعات پڑھنے لگے سوائے وتر کے یہ قراءت بھی متوسط ہوتی۔ پھر تخفیف کر کے انہوں نے چالیس (40) رکعات کر لیں سوائے وتر کے بس یوں سلسلہ چلتا رہا۔“

فانہ:.....فقہ السنہ کے مذکور پیرا گراف کا آخری جملہ تکرار ذکر ہوا ہے ”سِتًّا وَثَلَاثِينَ“ یہ کتابت کی خطا محسوس ہوتی ہے۔ اسی لیے ہم نے ترجمہ میں تکرار کے بجائے اصل چالیس (40) رکعات لکھا ہے۔

① فقہ السنہ جلد اول۔

حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

”مستحب کو عملاً سنت بتانا بھی درحقیقت اعتقاد میں فرق پڑنے سے ہوتا ہے جو عموماً آثار سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ جیسے عموماً آج بیس (20) تراویح پر تشدد کرنے والوں کی حالت ہے۔ اس لحاظ سے اس میں اور مستحب کو اعتقاداً بدعت کہنے میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں برا کرتے ہیں۔ کیونکہ دونوں مقصد سے ہٹے ہوئے ہیں۔“^①

یعنی بیس (20) پر ڈٹ جانا بھی درست نہیں اور آٹھ (8) سے زائد مستحب کو بدعت کہنا بھی درست نہیں۔ فقہ السنہ کے مولف بحث کے آخر میں لکھتے ہیں۔ بعض علماء وتر سمیت گیارہ (11) رکعات کو مسنون سمجھتے ہیں اور باقی رکعات کو مستحب گردانتے ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل:

آٹھ (8) اور بیس (20) تراویح کی روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وَيَحْتَمِلُ إِنَّ ذَلِكَ الْإِخْتِلَافَ بِحَسَبِ تَطَوُّيلِ الْقِرَاءَةِ وَتَخْفِيفِهَا فَحَيْثُ يُطِيلُ الْقِرَاءَةَ ثَقُلَ الرَّكْعَاتُ وَبِالْعَكْسِ .“

”رکعات کی تعداد میں اختلاف ممکن ہے کہ بنا بریں ہو۔ قراءت لمبی ہو تو رکعات کم قراءت تھوڑی ہو تو رکعات زیادہ۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

”رَأَيْتُ النَّاسَ يَقُومُونَ بِالْمَدِينَةِ بِتِسْعٍ وَثَلَاثِينَ وَبِمَكَّةَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ضَيْقٌ .“

”میں نے مدینہ منورہ میں لوگوں کو چھتیس (36) اور مکہ مکرمہ میں لوگوں کو تیس (23) رکعات پڑھتے دیکھا۔ اس معاملے میں تنگی کی کوئی بات نہیں ہے۔“

① فتاویٰ اہلحدیث جلد اول .

دوسرا قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے:

”إِنْ أَطَالُوا الْقِيَامَ وَأَقَلُّوا السُّجُودَ فَحَسَنٌ وَإِنْ أَكْثَرُوا السُّجُودَ
وَأَخْفُوا الْقِرَاءَةَ فَحَسَنٌ وَالْأَوَّلُ أَحَبُّ إِلَيَّ.“

”اگر قیام لمبا کریں اور رکعات کم کریں تو بھی بہتر ہے۔ اگر رکعات زیادہ
کریں اور قراءت تھوڑی کریں پھر بھی اچھا ہے۔ مگر پہلی صورت مجھے زیادہ
محبوب ہے۔“ یعنی رکعات کم اور قیام کا طویل ہونا۔^❶

یہ دلائل آٹھ (8) سے زائد کے حق میں ہیں اور آٹھ (8) کی حمایت میں تو سیدہ
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی ذکر کر دی ہے۔ یعنی آٹھ (8)
کی نفی قطعاً نہیں وہ اپنی جگہ مضبوط ہے۔
علامہ یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ ساتویں صدی ہجری کے عظیم الشان امام ہیں۔ جن کی زندگی خدمت حدیث میں
گزری۔ صحیح مسلم کی شرح سے لے کر ”ریاض الصالحین، اور الربیعین نووی“ تک ان کی
خدمات جلیلہ قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے فقہی مسائل پر ایک کتاب لکھی جس کا نام
ہے ”روضۃ الطالبین“ اس کی سات (7) عربی میں جلدیں ہیں۔ مسئلہ تراویح پر باقاعدہ عنوان
کا نام ہے۔

”فصل التراویح ، عَشْرُونَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيمَاتٍ .“

”یعنی تراویح بیس (20) رکعات ہیں جن میں دس (10) سلام ہیں کہ دو (2)

دو (2) رکعت پر سلام پھیرنا۔“

آگے فرماتے ہیں:

”قُلْتُ فَلَوْ صَلَّى أَرْبَعًا بِتَسْلِيمَةٍ لَمْ يَصِحَّ .“

❶ فتح الباری ج: 4 کتاب صلاة التراویح .

”میرا کہنا یہ ہے کہ اگر چار چار رکعت پر سلام پھیریں تو تراویح صحیح نہ ہوئی۔“

”بَلْ يَنْوِي رَكَعَتَيْنِ مِنَ التَّرَاوِيحِ فِي كُلِّ تَسْلِيمَةٍ .“

”بلکہ ہر دو رکعت کی نیت الگ کرے اور سلام پھیرے۔“

آگے لکھتے ہیں:

”قَالَ الشَّافِعِيُّ وَرَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَقُومُونَ بِتِسْعٍ وَثَلَاثِينَ

مِنْهَا ثَلَاثُ الْوَتْرِ .“

”امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ کے باشندوں کو چھتیس (36)

رکعات پڑھتے دیکھا ہے۔ ان میں سے تین (3) وتر تھے۔“

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی اصحاب الحدیث میں ہے نہ کہ اہل الرائے میں۔ جو لوگ اہل الرائے کے مسائل کو اس بنیاد پر رد کرتے ہیں کہ ممکن ہے انہیں صحیح حدیث نہ پہنچ سکی ہو اور یہ قدیم زمانے میں ممکن بھی ہے جب ذخیرہ احادیث جمع نہ ہوا تھا۔ لیکن تراویح کے بارے میں اصحاب الحدیث خود صحیح احادیث، اپنی مستند کتابوں میں درج بھی کرتے ہیں اور ان کی شرحیں بھی لکھتے ہیں۔ ان کو یہ الزام نہیں دیا جاسکتا کہ صحیح احادیث ان تک پہنچی نہیں ہیں۔ جیسا کہ موطا امام مالک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ (11) رکعات والی صحیح حدیث درج ہے، لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کے کسی شہر میں نہیں، بلکہ مدینۃ الرسول میں، مزید یہ کہ مدینہ کی کسی عام مسجد میں نہیں بلکہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں، مزید برآں قابل غور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس بیٹھ کر شاگردوں کو حدیث پڑھاتے وقت کہا کرتے تھے کہ دنیا کے ہر شخص کی بات قبول بھی ہو سکتی ہے اور رد بھی کی جاسکتی ہے سوائے اس روضہ والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جو امام یہ تعلیم دیتا ہو وہ خود ہی چھتیس (36) رکعات کیوں پڑھاتا رہا؟ اس لیے کہ تراویح کی تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی۔ محدثین سے بڑھ کر منشاء رسول اور کون سمجھے گا؟

علامہ ابن حزم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ

راقم علامہ موصوف کی تالیف کو بار بار دیکھتا رہا کہ تراویح کے بارے میں ان کی تحقیق ملے۔ مگر انہوں نے تراویح کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ کتاب الصلوٰۃ میں ”صلاة الوتر والتهجد“ کا عنوان لائے ہیں۔ یعنی علامہ صاحب تہجد اور تراویح کو ایک ہی نماز تصور کرتے ہیں، مع وتر کے فرماتے ہیں:

”وَالْوِتْرُ وَتَهَجُّدُ اللَّيْلِ يَنْقَسِمُ عَلَى ثَلَاثَةِ عَشَرَ وَجْهًا أَيَّمَا
فَعَلَ أَجْزَأَهُ.“

”وتر اور رات کی نماز تہجد کی تیرہ (13) قسمیں ہیں۔ ان میں سے کسی پر عمل کر لینا کافی ہے۔“

[1] ہمیں محبوب اور افضل یہ ہے کہ ہم بارہ (12) رکعات پڑھیں اور دو (2) دو (2) رکعات کے پڑھیں اور آخر پر ایک وتر رکعت پڑھیں۔ کل تیرہ (13) رکعت ہوں۔

[2] دوسرا طریقہ کہ دو (2) دو (2) کر کے آٹھ (8) رکعات پڑھیں اور آخر میں پانچ وتر بغیر سلام کے پڑھیں، صرف آخری رکعت پر سلام پھیریں۔ یہ بھی تیرہ (13) رکعات ہوں۔

[3] تیسرا طریقہ کہ دس (10) رکعات دو (2) دو (2) کر کے پڑھیں اور آخر پر ایک وتر پڑھیں۔ یہ گیارہ (11) رکعات ہوں۔ مذکورہ تینوں روایات اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہیں۔

[4] چوتھا طریقہ کہ آٹھ (8) رکعات دو (2) دو (2) کر کے پڑھیں اور آخر پر ایک وتر پڑھیں یہ کل نو (9) رکعات ہوں۔ یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

[5] پانچواں طریقہ آٹھ (8) رکعات مسلسل پڑھتے جائیں، درمیان میں کہیں تشهد نہ بیٹھیں۔ آٹھویں رکعت پر تشهد پڑھیں اور بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑے ہوں۔

آخری نویں (9) رکعت پڑھ کر سلام پھیریں۔ یہ بھی نو (9) رکعات ہوں گی۔

(بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

6] چھٹا طریقہ یہ ہے کہ چھ (6) رکعات دو دو کر کے پڑھیں اور آخر پر ایک رکعت پڑھ کر وتر بنائیں یہ کل سات (7) رکعات ہوں گی۔

7] ساتواں طریقہ یہ ہے کہ سات (7) رکعات مسلسل پڑھتا جائے، چھٹی رکعت پر تشہد بیٹھے اور سلام پھیرے بغیر اٹھ کر ایک اور رکعت پڑھے اور سلام پھیر دے۔ یہ بھی سات (7) رکعات ہوں گی۔ (بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

8] آٹھواں طریقہ کہ ساتوں رکعات لگا تار پڑھے بس آخری رکعت پر بیٹھ کر تشہد اور سلام کرے۔ یہ بھی سات (7) رکعات ہوں گی۔

(بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

9] نواں طریقہ کہ دو (2) دو (2) کر کے چار (4) رکعات پڑھے پھر اٹھ کر ایک (1) وتر پڑھ لے۔ یہ کل پانچ (5) رکعات ہوں گی۔

10] دسواں طریقہ کہ پانچوں رکعات متصل پڑھتا جائے اور آخری رکعت پر تشہد اور سلام کرے۔ یہ بھی پانچ (5) رکعات ہوں گی۔ (بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

11] گیارہواں طریقہ کہ تین (3) رکعات پڑھے۔ دوسری رکعت پر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ پھر اٹھ کر تیسری رکعت الگ پڑھ کر سلام پھیرے۔ یہ صرف تین (3) رکعات ہوں گی۔ (بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

12] بارہواں طریقہ کہ تین (3) رکعات پڑھے۔ دوسری رکعت پر تشہد پڑھے مگر سلام پھیرے بغیر اٹھ جائے۔ تیسری رکعت ساتھ ملا کر پھر تشہد اور سلام کرے۔ یہ بھی تین (3) رکعات ہوں گی۔ (بروایت اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

13] تیرہواں طریقہ کہ صرف ایک (1) ہی رکعت وتر پڑھ لے اور بس! یہ ایک ہی رکعت

ہوئی۔ (بروایت سیدنا ابن عباس وسیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما)
یہ تیرہ (13) طریقے تراویح، تہجد اور وتر کے ”مکملی بالآثار“ لا بن حزم جلد دوم میں
ہیں۔ یہ ساری روایات علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ زاد المعاد جلد اول میں بھی لائے ہیں۔
ان مذکورہ طریقوں کو دیکھنے کے بعد یہ بات محدثین کی سچ ثابت ہوئی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کی تعداد کوئی مقرر نہیں کی ہے۔ بلکہ مختلف حالات میں مختلف
طریقے اور مختلف تعداد اختیار فرمائی۔ اس لیے تراویح کی تعداد پر جھگڑنے والے لوگ
نہایت برا کام کرتے ہیں یہ امت میں شرانگیزی اور فتنہ ہے۔ جس سے ہر صورت میں بچنے
کی کوشش کرنی چاہیے۔

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بیان میں تعارض:

”عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَتِسْعٌ وَاحِدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً . ❶
”اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواباً بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات
کو سات (7) اور نو (9) اور گیارہ (11) رکعات پڑھتے۔“

اس حدیث کی راویہ بھی اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں اور بخاری شریف کی
روایت ہے۔

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف گیارہ (11) ہی رکعات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ثابت ہیں۔ یعنی سات (7) اور نو (9) بھی صحیح ثابت ہیں۔ اگر بنی اسرائیل کی طرح
بارکیوں میں نہ پڑیں تو اس مسئلے میں کشادگی ہے۔

یہ اختلاف رکعات کیوں ہوا؟ اس کا جواب علامہ عبد اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے:

”تَارَةً سَبْعٌ وَتَارَةً تِسْعٌ وَأُخْرَى إِحْدَى عَشْرَةَ.“

”کہ کبھی آپ ﷺ نے سات (7) کبھی نو (9) کبھی گیارہ (11) پڑھیں۔“

مزید لکھتے ہیں:

”وَوَقَعَ ذَلِكَ مِنْهُ فِي أَوْقَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ بِحَسَبِ اتِّسَاعِ الْوَقْتِ

وَضَيْقِهِ أَوْ عُذْرٍ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ كَبَرِ سِنِّهِ .“

یہ تعداد کا اختلاف مختلف اوقات میں جو ہوا اس کی وجوہات یہ ہیں:

1] وقت زیادہ مل گیا۔

2] وقت کم رہ گیا۔

3] بیماری کا عذر یا کوئی اور وجہ

4] بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا کہ کبھی طبیعت میں چستی اور خوشی ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں

کبھی جواز کے طور پر کم پڑھ لیں۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گیارہ (11) رکعات کا

عمل اغلب ہے اور بعض اوقات کم پڑھ لیں۔ کم پڑھنے میں ایک وجہ نیند کا غلبہ ہے۔

”قَالَ الْقَاضِيُ وَلَا خِلَافَ إِنَّهُ لَيْسَ لِذَلِكَ حَدٌّ لَا يُزَادُ عَلَيْهِ

وَلَا يُنْقَصُ وَإِنَّ صَلَاةَ اللَّيْلِ مِنَ الطَّاعَاتِ الَّتِي كُتِّمَ زَادَ فِيهَا

زَادَ الْأَجْرُ .“

”قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس میں اختلاف کی کوئی بات نہیں کیونکہ رکعات کی کوئی

حد مقرر نہیں ہے کہ زیادہ پڑھیں یا کم، رات کی نماز خوشی کا سودا ہے زیادہ

پڑھیں گے تو زیادہ اجر پائیں گے۔“¹

1] مرعاة المفاتیح ج:4.

رمضان و غیر رمضان کی گیارہ (11) رکعات:

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو گیارہ (11) رکعات کی ترتیب بتائی ہے وہ چار ایک مرتبہ اور چار دوسری مرتبہ ہے۔ یعنی دو دو کر کے نہیں بیان ہوا۔ جب کہ عموماً مساجد میں دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں۔

جو ہر تراویح خشوع ہے بہ نسبت تعداد کے:

تیسری بات جو اس روایت میں قابل غور ہے وہ یہ ہے ”لَا تَسْأَلَنَّ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ“ کہ ان رکعات کے حسن و طول پوچھنے کی بات نہیں یعنی نہایت حسین انداز میں نہایت طویل رکعات آپ ﷺ پڑھتے تھے۔ لہذا ہماری توجہ بھی خشوع عبادت پر رہے نہ کہ تعداد کے جھگڑے سے عبادت کا لطف ضائع کر بیٹھیں اور دوسروں سے دلی نفرت کر کے عند اللہ گناہ گار ہوں۔

فضیلۃ الشیخ محمد صالح العثیمین رحمہ اللہ کی تحقیق:

فرماتے ہیں سنت گیارہ (11) رکعات ہیں دو دو کر کے تراویح ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا عمل اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا حکم یہی تھا۔ مزید آگے فرماتے ہیں:

”وَأَنَّ زَادَ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَا حَرَجَ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ فَقَالَ ﷺ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُؤْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى .“^①

”اگر کوئی گیارہ (11) رکعات سے زائد پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے قیام اللیل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو دو رکعتیں ہیں۔ جب تمہیں فجر ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک (1) رکعت وتر پڑھ لو وہ اس ادا کردہ رکعات کو وتر بنا دے گی۔“ یہ حدیث بھی بخاری و

① اخرجہ الصحيحین .

”مسلم کی ہے۔“

اس حدیث میں آپ ﷺ نے کوئی تعداد مقرر نہیں کی ہے کہ تراویح آٹھ (8) سے زائد نہ پڑھی جائے بلکہ وسعت ہے جتنا کسی کو توفیق ملے پڑھے۔ شریعت اسلامیہ کے جتنے بھی بلند پایہ چوٹی کے علماء ہیں۔ وہ آٹھ (8) اور بیس (20) پر ضد نہیں کرتے لیکن جتنے جاہل اور کم ظرف ہیں وہ اتنے ہی اچھلتے ہیں۔ ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ امت کے اکابر علمائے سلف و خلف نے اس مسئلے پر مناظرے نہیں کئے ہیں۔ اگر مناظرہ بازی کی ہے تو امت کو ٹکڑے کرنے والے بدخواہوں نے کی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امام کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ کے امام بیس (20) پڑھاتے ہیں۔ تو جواب ہوتا ہے کہ وہ ہمارے لیے حجت نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ امام جنہیں افضل المساجد کی امامت کا منصب قدرت کی طرف سے نصیب ہوا ہے، اگر وہ دلیل نہیں ہیں تو کیا رنجیت سنگھ کو دلیل بنائیں؟

امام ابن تیمیہ، امام ابن حجر، امام مالک، امام شافعی، شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور شیخ صالح العثیمین رحمہ اللہ کے خلاف زبان کھولنے والے ان جلیل القدر اماموں کے مقابلے میں کیا مبلغ علم رکھتے ہیں؟ ان اماموں سے بڑھ کر آج پندرہویں صدی کے علماء کیسے حدیث رسول ﷺ کا فہم زیادہ رکھتے ہیں؟ جب کہ ہمیں حدیث رسول ﷺ پہنچی انہی بزرگوں کے ذریعے سے ہے۔ لہذا امت کو ایسے مسائل میں الجھا کر اس کے ٹکڑے نہ کیے جائیں۔ اللہ کے گھروں میں امن و سکون بحال کیا جائے۔ ایسے مسائل پر جھگڑے کھڑے کرنا فتنہ ہے اور فتنے کے بارے میں قرآن مجید کہتا ہے:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾

”قتل اگرچہ برا مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔“

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾

”ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔ یعنی اسلام دنیا سے

فتنے اور جھگڑے ختم کرنے آیا ہے نہ کہ فتنے برپا کرنے کے لیے۔“
عبادات امت کے لیے دلیل محبت ہیں نہ کہ وجہ نفرت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ کے تحت ایک باب باندھا ہے۔
 ”بَابُ مَا ذُكِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةَ
 وَالْمَدِينَةَ وَمَا كَانَ بِهِمَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ
 وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ.“
 ”باب ہے کہ جو کچھ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بیان فرمایا اور جس چیز پر حرین یعنی
 اہل مکہ و مدینہ متفق ہوئے اور ان دونوں مقدس شہروں کی فضیلت اس وجہ
 سے ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسکن تھے۔
 رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نماز پڑھنے کے مقامات اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا منبر مبارک
 اور قبر شریف انہی شہروں میں ہے۔“

اس باب میں خصوصیت کے ساتھ اتفاق حرین کو شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف
 ”اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ“ میں ذکر کر کے لکھا ہے۔ جس بات پر اہل مکہ اور اہل
 مدینہ دونوں کا اتفاق ہو اس کو اختیار کر لینا چاہئے۔ اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو دور صحابہ
 کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک صدیوں پر محیط تراویح کی عبادت میں اہل حرین شریفین
 نے کوئی خاص تعداد رکعات کو ملحوظ نہیں رکھا۔ بلکہ سلف صالحین کے دور سے یہی بات ملتی
 ہے کہ تراویح کو نہایت شوق اور اہتمام سے ادا کرتے تھے۔ وہاں کبھی آٹھ (8) اور
 بیس (20) کے مناظرے اور مجادلے نہ ہوئے تھے۔ قرونِ اولیٰ سے یہ عبادت بڑے
 سکون سے ادا ہو رہی ہے۔ اس مضمون میں جتنے ائمہ دین کا ذکر ہوا ہے ان میں کوئی بھی
 اہل الرائے نہیں ہے۔ یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن
 حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ یہ سب اصحاب الحدیث ہیں۔ کسی نے بھی تنگ نظری کا مظاہرہ نہیں

کیا۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”إِنَّ الْأَمْرَ فِي ذَلِكَ وَاسِعٌ.“

”یعنی اس معاملے میں وسعت ہے۔“

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

”وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ ضَيْقٌ.“

”یعنی اس معاملے میں تنگی کی کوئی بات نہیں ہے۔“

لہذا ہمیں بھی تنگ نظری ترک کرنی چاہیے۔ تراویح جیسی عمدہ عبادت پر جو سرور و

کیف روح پر طاری ہونا چاہیے۔ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ کوئی آٹھ (8) پڑھے، کوئی

بیس (20) پڑھے سارے مسلمان محترم ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام کریں۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

”لا اله الا الله“ کہنے والا کبھی تنگ نظر نہیں ہو سکتا۔ وہ ایسے خدا کا قائل

ہوتا ہے جو زمین و آسمان کا خالق، مشرق و مغرب کا مالک اور تمام جہان کا

پالنے پوسنے والا ہے۔ اس ایمان کے بعد ساری کائنات میں کوئی چیز بھی اس

کو غیر نظر نہیں آتی۔ وہ سب کو اپنی ذات کی طرح ایک ہی مالک کی ملکیت

اور ایک ہی بادشاہ کی رعیت سمجھتا ہے۔ اس کی ہمدردی اور محبت و خدمت کسی

دائرے کی پابند نہیں رہتی۔ اس کی نظر ویسی ہی غیر محدود ہو جاتی ہے۔ جیسی

خدا کی بادشاہی غیر محدود ہے۔ یہ بات کسی ایسے شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی جو

بہت سے چھوٹے چھوٹے خداؤں کا قائل ہو۔ سید رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: لا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... کا کلمہ انسان میں عاجزی و انکساری پیدا کرتا ہے۔ اس کا

قائل کبھی مغرور اور متکبر نہیں ہو سکتا۔^❶

❶ حوالہ دینیات سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ۔

جو ایک تھا اے نگاہ! تو نے ہزار کر کے ہمیں دکھایا
یہی اگر کیفیت ہے تیری تو پھر کسے اعتبار ہوگا؟

(بانگ درا)

یعنی دین اسلام ایک تھا اور ایک ہی ہے، لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے اس کی مختلف
تعبیرات کر کے اپنے آپ کو صدہا فرقوں میں تقسیم کر لیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آج دنیا میں اتنی
بڑی قوم کا کوئی اعتبار نہیں رہا۔ وجہ یہ ہے کہ فرقہ بندی قوم کے حق میں سب سے بڑی
لعنت ہے، جس سے اس کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ (تشریح پروفیسر یوسف سلیم چشتی راضی)

